خوردہ رویئے کے احیاء کیلئے آئندہ سے کوئی ایسا عمل نہیں کریں گے۔ جو طاغوتیت کے زمرے میں آتا ہو۔ لیکن اندوھناک حادثہ یہ ہے کہ "مسلم پاکستان" میں مغرب کے ریاستی نظام کے تجربات اور اولیت و ثانویت کی کشمکش میں مبتلا "بڑے صاحب" کی نامعقول مصروفیت نے طاغوتی عناصر کو سنہری مواقع فراہم کئے اور وہ بڑی آہستگی سے تملق اور چاپلوسی کے "لذیذ" رویوں کے ذریعہ ذرائع ابلاغ پر قابض و مسلط ہو گئے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ پرائیویٹ اور سرکاری اخبارات ریڈیو اور ٹی وی پر "مسلم دانشور، مسلم کمپیئرز اور مسلم لکھاری" یہ لکھتے کہتے سنائی اور دکھائی دیتے ہیں کہ "ہیر رانجھا، سوھنی مہینوال، مرزا صاحباں، سسی پنوں اور اس قسم کے باقی "حوادث" لوک ورثہ اور قومی زندگی کی امانتیں ہیں۔ ان کو محفوظ کرنا بہت ضروری ہے۔ تاکہ آئندہ نسل کو بتایا جاسکے کہ ہمارا ماضی کیسا تابناک ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ماضی میں جن لوگوں نے جنسی بے راہ روی، عورتوں کے اغواء، بدکاری و بدمعاشی کا دھندہ کیا اور اسے فروغ دیا، وہ پاکستانی مسلم قوم کے ہیرو ہیں، لوک ورثہ ہیں، قومی سرمایہ ہیں اور آج کی نسل اور آئندہ نسل اگر قومی ہیرو بننا چاہتے ہیں۔ تو لوگوں کی عزت سے کھیلے، آبرو لوٹے، عصمت پامال کرے، عفت نوچے اور ٹھنڈا گوشت بھنبھوڑے تاکہ اپنے مذکورہ اسلاف سے جا ملے اور قومی زندگی کی تشکیل میں ایک لمبی "سیاہ لکیر" چھوڑ جائے تاکہ آئندہ مستقبل بعید میں آنے والوں کیلئے آسانی رہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مسلم تاریخ اور آئین شرافت تو درکنار، دنیا کی کافر اقوام بھی ایسی وارداتوں کو لوک ورثہ نہیں مانتے۔ وہاں کے مہذب ریاستی نظام کے ارکان کیلئے ایسے اعمال اقتدار اور قومی اعزاز سے محرومی کا سبب بن جاتے ہیں۔ پچھلے برس برطانیہ اور امریکہ (جہاں کا پس خوردہ پاکستانی دانشوروں کا آذوقہ ہے) میں تین ایسے واقعات رونما ہوئے کہ بڑے صاحب کو وزارت اور لارڈ میئر شپ کے عہدوں سے دھتکار کر معزول کر دیا گیا اور وہ لوگ قومی زندگی میں نفرت کا سمبل بن کے رہ گئے۔

موجودہ حکومت جو اسلام کے نام پر الیکشن جیت کے برسر اقتدار آئی ہے اس کے فرائض کا تقاضا ہے کہ وہ ٹی وی کارپوریشن کی تطہیر کرے۔ سکرپٹ لکھنے والوں کیلئے افکار و نظریات کی پابندی لازمی قرار دیجائے۔ عورتوں کو چند بنیادی دینی آداب کا پابند بنایا جائے "کوٹھے" کی عورتوں کو ٹی وی پر لاکر امت کی بہو بیٹیوں کو گناہ کی ترغیب نہ دی جائے۔ مرد و زن کیلئے ٹی وی کا ایک سادہ لباس متعین کیا جائے مخلوط مجالس بند کیجائیں۔ محفل موسیقی، سٹار نائیٹ، انگلش فلمیں اور "خواہش" ایسے ڈراموں پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ موجودہ حکومت اگر ایسا نہیں کرتی تو میوزک ۸۹ء پر واویلا ہنگامہ توڑ پھوڑ کیوں کیا گیا؟ بے نظیر کی حکومت میں پھر کیا برائی تھی؟ (اور بہت سے سوالات جو آئندہ کیلئے اٹھا رکھتے ہیں) اسکی حکمرانی میں بھی برائی کا فروغ تھا اور اب بھی اگر برائی کو ہی عروج ملنا ہے۔ اور بروں کو قومی ہیرو اور لوک ورثہ ثابت کرنا ہے تو پھر ---------- آپ کیوں آئے!

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ردِّ رفض و سبائیت پر مشتمل نعروں والے خوب صورت رنگین ۲۵ سٹکر کا ایک سیٹ ۱۲/۰۰ روپے میں اور دس سیٹ منگوانے پر صرف ۱۰۰/- روپے بھیج کر حاصل کریں! ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان، فون ۲۸۱۳۴

مولانا محمد عبدالحق چوہان

قسط سوم

جادۂ اعتدال

حضرت عبیداللہ بن عمر کے فیصلۂ قصاص کے ضمن میں مرتب رسالہ تحریر کرتا ہے :۔

جب حضرت عثمان کے بعد حضرت علی کے ہاتھ پر باغیوں نے بیعت کرلی تو پہلی کارروائی یہی کی گئی کہ عبیداللہ بن عمر کو دیت پر رہا کر دینے کا حضرت عثمان کا فیصلہ منسوخ کیا گیا اور عبیداللہ بن عمر کو ہرمزان کے قتل کے بدلے قتل کر دینے کا حکم جاری کیا گیا۔

اس پر مولانا نعمانی صاحب کی رائے یہ ہے کہ یہ بات بھی غلط ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فیصلۂ دیت کو منسوخ کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ اور وہ اپنی تائید میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش کرتے ہیں :۔

یالیت شعری متی عزم علیؓ علی قتل عبید اللہ و متی تمکن علی من قتل عبید اللہ و متیٰ تفرغ حتی ینظر فی امرہ۔ (منہاج السنہ صـ۲۰۲ ج ۳)	کاش مجھے کہیں سے یہ پتہ چل جاتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کب عبیداللہ کے قتل کا ارادہ کیا؟ اور کب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ کے قتل پر قابو ملا اور کب ان کو اتنی فرصت ملی کہ وہ عبیداللہ کے معاملہ پر غور کرتے ؟

بعض تاریخی روایات میں واقعی اس طرح منقول ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ عبیداللہ بن عمر کو قصاصًا قتل کیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کرنے کے وقت اپنی رائے پر زیادہ اصرار کیا ہو لیکن اس وقت ان کی رائے پر عمل درآمد نہ ہوسکا۔ پھر جب وہ خود سریر آرائے خلافت ہوئے تو حضرت عبیداللہ نے از خود ہی یہ خطرہ محسوس کیا ہو کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی رائے پر عمل کرلیں اسی وہم کی بنا پر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے ہوں۔ لیکن رواۃ تاریخ نے حضرت عبیداللہ کے اس وہم کو اس طرح بیان کیا کہ واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

لان علیًا استمر حریصًا علی ان یقتلہ بالھرمزان وقد	حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بات پر ہمیشہ مصر تھے کہ عبیداللہ کو ہرمزان کے بدلہ میں قتل کیا جائے